MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

مرثیہ

عرشِ خدا مقام جناب امیرؑ ہے
مسطور لوح نام جناب امیرؑ ہے
کرسی بھی تخت بام جناب امیرؑ ہے
آیاتِ حق کلام جناب امیرؑ ہے
ایسا کسی کو خلق میں رتبہ ملا نہیں
ساری خدا کی شان ہے لیکن خدا نہیں

۲
ظاہر علیؑ کی ذات سے ہے قدرتِ خدا
یعسوب دیں امیرِ عرب حجتِ خدا
بازوئے مصطفیٰؐ ہے درِ رحمتِ خدا
شیرِ خدا پہ ختم ہوئی طاعتِ خدا
قیمت نہ دے سکا کوئی جس کی حجاز میں
سائل کو بخش دی وہ انگوٹھی نماز میں

۳
ہے وہ کلیمِ عرشِ بریں جس کا طور ہے
ہر سمت ذاتِ پاک کا اس کی ظہور ہے
خورشید دیں ہے امین ایماں کا نور ہے
ہے جو علیؑ سے دور وہ رحمت سے دور ہے
ہے راہ پر وہی جسے حیدرؑ سے راہ ہے
حبِ علیؑ نہ ہو تو عبادت گناہ ہے

۴
اکثر بیان کرتے تھے محبوبِ کردگار
اور ہوں مداد بن کے رواں ایک جا بحار
اشجار شش جہات قلم ہوں جو ایک بار
لکھیں ازل سے تا بہ ابد اہل روزگار
دریا ہوں صرف اور قلم اختتام ہوں
لیکن نہ شیرِ حق کے فضائل تمام ہوں

۵
تھا فضلِ حق سے مظہرِ اعجاز وہ امام
جو صبح سے زمیں پہ گزرتا تھا تا بہ شام
خورشید سات بار ہوا ان سے ہم کلام
کہتی تھی بوتراب سے شب کو خبر تمام
اعجازِ عیسوی کئی باری دکھا دیئے
تھا یہ اثر زباں میں کہ مردے جلا دیئے

۶
تھے حافظِ کلامِ خدا شاہ ذوالفقار
دے کر رکاب میں قدمِ پاک کو قرار
لکھا ہے ہونے لگتے تھے دلدل پہ جب سوار
قرآں شروع کرتا تھا وہ شیرِ کردگار
کس کا بغیر مصحفِ ناطق یہ کام تھا
پہونچا اُدھر جو پاؤں تو قرآں تمام تھا

۷
عالم میں مرتضیٰؑ کی ولادت کی دھوم ہے
غل تہنیت کا شام سے لے تا بہ روم ہے
کعبے کے گرد قدسیوں کا اک ہجوم ہے
کس دبدبے سے آمدِ بابِ علوم ہے
ارکانِ کعبہ راست ہیں تعظیم کے لئے
محراب خم ہے شاہ کی تسلیم کے لئے

۸
ہر چند تھے مقرب حق اور بھی نبیؑ
عیسیٰؑ کی والدہ کو نہ مطلق رضا ملی
پیدا ہوا نہ تھا کوئی اس جا بجز علیؑ
بنتِ اسد کو یہ ہوا فرمان ایزدی
کب رتبہ تھا یہ اور پیمبرؐ کے واسطے
دیوارِ کعبہ شق ہوئی حیدرؑ کے واسطے

۹
اللہ رے وقار زہے عز و احتشام
رونق فزائے کعبہ ہوا جب کہ وہ امام
دنیا میں خلق ہونے کا پایا عجب مقام
طاقوں سے کانپ کانپ کے بت گر پڑے تمام
برپا نشانِ کفر جو تھا دور ہو گیا
کعبہ خدا کے نور سے معمور ہو گیا

۱۰
آیا خدا کے گھر میں جو وہ غیرتِ قمر
تھے پرتوِ جمال سے تابندہ بام و در
تھا شور تہنیت کا ملائک میں عرش پر
ہر سنگ بن گیا ہمہ تن آئینہ کا گھر
ضو اس قدر تھی حسنِ علیؑ کے ظہور کی
روشن تھا طورِ کعبہ تجلّی سے نور کی

۱۱
پیدا ہو جس مقام پہ شاہنشہِ نجف
مجرے کو سرنگوں تھی ملائک کی صف بہ صف
کس طرح اس زمیں کو فلک پر نہ ہو شرف
کیا دُر تھا جس کا خانۂ کعبہ ہوا صدف
حق ہے کہ قبلۂ دو جہاں وہ ولی ہوا
اعلیٰ جو تھا تو اسمِ مبارک علیؑ ہوا

۱۲
گردوں پہ یک بیک جو ہوئی روشنی عیاں
گھبرا کے تب یہ کہنے لگے ساکنِ جہاں
اور ہو گئی دو چند ضیائے ستارگاں
کچھ تازہ حادثہ ہوا بالائے آسماں
آئی ندا یہ حسنِ علیؑ کا ظہور ہے
آدم سے پہلے خلق ہوا جو وہ نور ہے

۱۳
پیدا ہوا ہے آج دو عالم کا پیشوا
دستِ خدا امیرِ عرب شاہِ لافتا
زیبا ہے جس کے جسم پہ تشریف انّما
بابِ فتوح و قوتِ بازوئے مصطفٰے
جانِ یقیں ہے زہد و ورع میں وحید ہے
گنجینۂ علومِ خدا کی کلید ہے

۱۴
بوئے علیؑ جو لے کے گئی خلد میں نسیم
کوثر کے لب سے آئی صدا شکر اے کریم
پھولے سماتے تھے نہ گلِ جنت النعیم
پیدا کیا جہان میں تو نے مرا قسیم
پوری ترے کرم سے ہوئی آرزو مری
آگے سے اب دو چند ہوئی آبرو مری

۱۵
اس روز کے جلوس کا ہو کس طرح بیاں
افلاک سے ملک چلے آتے تھے شادماں
جس روز کی خوشی کرے خلاقِ دو جہاں
غرفوں سے حوریں تکتی تھیں کعبہ کو ہر زماں
حبِّ علیؑ کا چشمۂ کوثر کو جوش تھا
فرمانِ حق سے شعلۂ دوزخ خموش تھا

۱۶
مصروفِ اہتمام تھیں ارواحِ انبیا
گل دستۂ جناں لئے حاضر خلیل تھا
پلکوں سے کر رہے تھے ملک کعبہ کو صفا
عیسیٰ طبق میں لائے تھے واں بھر کے مائدا
موسیٰ عصا لئے صفتِ دورباش تھا
زمزم سے صحنِ کعبہ میں خضر آب پاش تھا

۱۷
روح القدس کو پہونچا یہ فرمانِ ایزدی
گھر میں ہمارے آج تولد ہوا علیؑ
مژدہ مرے حبیب کو دے جا کے اس گھڑی
ہم ہیں خوشی تجھے بھی مبارک ہو یہ خوشی
تیرِ خفی جو تھا اسے ہم نے جلی کیا
بھائی تجھے دیا ترا بازو قوی کیا

۱۸
بھیجا ہے اُس کو تیری حفاظت کے واسطے
کافی ہے اس کا زور حمایت کے واسطے
پیدا کیا ہے اس کو شجاعت کے واسطے
ہے یہ دلیل تیری رسالت کے واسطے
برپا نشانِ دیں ہو علم ذوالفقار ہو
نزدیک ہے کہ دینِ خدا آشکار ہو

۱۹
موقوف تھا اسی پہ رسالت کا بند و بست
اب ہوں گے بت پرست ہزاروں خدا پرست
دے گا یہ شیر لشکرِ کفار کو شکست
ہو جائیں گے جہاں کے زبردست زیر دست
تیرا کوئی نظیر نہ اس کا نظیر ہے
تو بادشاہِ خلق ہے اور یہ وزیر ہے

۲۰
پیارا بہت ہے یہ ہمیں اے فخرِ مرسلیں
یہ تاجِ آسمان ہے یہ زینتِ زمیں
برپا کیا ہے ہم نے جہاں میں یہ رکنِ دیں
یہ کعبۂ مراد ہے یہ قبلۂ یقیں
جو دوست اس کا ہے وہ ہمارے حضور ہے
دشمن جو اس کا ہے مری رحمت سے دور ہے

۲۱
روح الامیں یہ سن کے چلے واں سے شاد کام
دی تہنیت یہ حق کی طرف سے پس از سلام
آئے خوشی سے پیشِ رسولِ ذوی الکرام
پیدا ہوئے علیؑ ولی شاہ خاص و عام
سن کر خوشی ہوئی یہ شہِ سرفراز کو
پس رکھ دیا زمیں پہ جبینِ نیاز کو

۲۲
سجدے سے سر اٹھا کے کہا شکر اے کریم
بے یار و بے رفیق تھا میں بے کس و یتیم
کی مجھ شکستہ دل کی کمر تو نے مستقیم
بھائی مجھے نہیں دیا، دی دولتِ عظیم
ہیں کارسازیاں تری باہر بیان سے
اِن نعمتوں کا شکر کروں کس زبان سے

۲۳
فرما کے یہ کلام، شہنشاہِ انبیاؐ
پہنچے جو شاد شاد تو واں دیکھتے ہیں کیا
آغوش کھولے دوڑے سوئے خانۂ خدا
شیرِ خدا ہے سجدۂ معبود میں جھکا
حسنِ بیاں ہر ایک نبیؐ سے زیادہ ہے
کی اس طرح تلاوتِ قرآں کہ یاد ہے

۲۴
آغوش میں نبیؐ نے اٹھایا بصد خوشی
پھر وحدتِ خدا بہ فصاحت بیان کی
آنکھیں علیؑ نے کھول کے دیکھا رخِ نبیؐ
اور دی رسولِ حق کی رسالت پہ شاہدی
نورِ خدا سے کعبہ میں رونق دوچند تھی
بانگِ اذان و صوتِ اقامت بلند تھی

۲۵
جب کر چکا رسولِ خدا سے یہ سب کلام
لے آئے اپنے گھر میں وصی کو شہِ انام
بس پھر گیا بہ حالتِ طفلی وہ نیک نام
مشغول پرورش ہوئے شفقت سے روز و شام
الفت یہ تھی کہ دور نہ رکھا نگاہ سے
گہوارہ تھا قریب بہت خواب گاہ سے

۲۶
جھولے کے پاس ہر گھڑی شفقت سے جاتے تھے
منہ چوم کر زبانِ مبارک چساتے تھے
حیدر کے گاہوارے کی ڈوری ہلاتے تھے
چھاتی پہ اپنی راتوں کو اکثر سلاتے تھے
فرماتے تھے یہ لشکرِ دیں کا نشان ہے
یہ جسم ہے مرا یہ محمدؐ کی جان ہے

۲۷
تھا بچپنے سے عاشقِ معبود وہ امام
تکبیر ہی زبان پہ جاری تھی صبح و شام
جھولے میں تھا نہ غیر عبادت کچھ اور کام
سوتے میں بھی نکلتا تھا منہ سے خدا کا نام
گر خوش ہوئے تو ذکرِ رسالت پناہ سے
رونا کبھی جو آیا تو خوفِ اِلٰہ سے

۲۸ اعجاز صغرِ سن میں ہوئے بارہا عیاں
ہم نام حق تھے نامِ خدا جب ہوئے جواں
اژدر کو چیرا مہد میں واقف ہے اک جہاں
عیسیٰ نفس تھے مُردوں کو اک دم میں بخشی جاں
کس سے بیاں ہو علم امامِ جلیل کے
اُستاد فضلِ حق سے ہوئے جبرئیل کے

۲۹ سجدہ کریں ملک وہ علیؑ کی جناب ہے
دستِ علیؑ خدا کے کرم کا سحاب ہے
خویشِ رسولؐ شافعِ یوم الحساب ہے
سردار اہلِ بیت ہے جنت کا باب ہے
باہر ہے اس سے جو وہ ہے ساکن کنشت میں
اس در سے جو گیا وہی پہنچا بہشت میں

۳۰ کچھ ذکر ایک روز امیرِ عرب کا تھا
دشمن نہ ہوتا گر کوئی زوجِ بتول کا
سلمان فارسی سے محمدؐ نے یہ کہا
کرتا کبھی نہ خلق جہنم کو پھر خدا
دشمن جوان کے ہیں انھیں دوزخ سے کام ہے
فردوس شیعیانِ علیؑ کا مقام ہے

۳۱ فرماتے ہیں رسولِ خدا شاہِ کائنات
اس کشتی میں جو ہے اسے طوفاں سے ہے نجات
ہے نوحؑ کا سفینہ جہاں میں علیؑ کی ذات
باہر ہے جو تباہی میں ہے وہ زبوں صفات
ہے منکروں کو خوف ہمیں کچھ اَلم نہیں
حیدرؑ ہیں ناخدا تو تباہی کا غم نہیں

۳۲ بندہ ہزار سال عبادت اگر کرے
حج بھی پیادہ پا جو ہزار اس نے ہوں کئے
اور زر بہ قدرِ کوہِ اُحد راہِ حق میں دے
اور بے گنہ شہید بھی ہو ظلم و جور سے
حبِّ علیؑ کی مے جو نہیں دل کے جام میں
جنت کی بو نہ آئے گی اس کے مشام میں

۳۳ بیشک ہے برگزیدۂ حق وہ امامِ دیں
چالیس سال روتی ہے اس کے لئے زمیں
مرتا ہے اس کا شیعہ جہاں میں اگر کہیں
ایذا فشار کی بھی اسے مطلقاً نہیں
اس طرح اس کو ملتی ہے لذت مزار میں
بچّے کو جوں سُلاتی ہے مادر کنار میں

۳۴ ہوتی ہے جاں کنی کی جو ایذا زیادہ تر
اس کے سرہانے بیٹھتے ہیں شاہِ بحر و بر
اور شکل آتی ہے ملک الموت کی نظر
رکھتے ہیں اپنے زانو پہ شفقت سے اس کا سر
فرماتے ہیں کہ غم سے تجھے اب فراغ ہے
خوش ہو کہ تیرے سامنے جنت کا باغ ہے

۳۵ رہتی ہے سینہ میں جو کشاکشِ نفس کی دیر
چاروں طرف وہ دیکھتا ہے آنکھیں پھیر پھیر
حسرت بھی اور یاس بھی لیتی ہے آ کے گھیر
فرماتا ہے یہ تب بہ محبت خدا کا شیر
گھبرا نہ چلتے وقت کہ میں حق شناس ہوں
گر دور ہیں عزیز ترے میں تو پاس ہوں

۳۶ یہ کہہ کے کرتے ہیں ملک الموت سے کلام
لیکن یہ مقتدی ہے اور اس کا ہوں میں امام
تو قبضِ روح پر ہے معین کر اپنا کام
اس وقت بھی زباں پہ ہے اس کی مرا ہی نام
یہ بے قرار ہے تو علیؑ بے قرار ہے
ایذا نہ ہو اسے یہ مرا دوستدار ہے

۳۷
رکھ آتے ہیں جو قبر میں خویش و رفیق و یار
وہ بے کسی وہ تنگی و تاریکیِ مزار
رہتا ہے کوئی پاس نہ ہمدم نہ غمگسار
واں کس کا آسرا ہے بجز خیرِ کردگار
پھر سوال جب کہ نکیرین آتے ہیں
مولا جواب سب اسے تبلاتے جاتے ہیں

۳۸
کیا کیا نوازشیں ہیں نہیں اس کرم کی حد
فاقوں میں بھی سوال کسی کا کیا نہ رد
مشکل وہ کونسی ہے جو کرتے نہیں مدد
اور حشر کی حدیثوں کی پہونچی ہے یہ سند
شیعوں کے پا صراط پہ جب لڑکھڑائیں گے
حضرت تب ان کے ہاتھ پکڑنے کو آئیں گے

۳۹
کیا غم ہے اس کو جس کا علیؑ دستگیر ہے
معشوقِ خلق عاشقِ ربِ قدیر ہے
حامیِ حشر ذاتِ جنابِ امیر ہے
جو بادشاہ ہے اسی در کا فقیر ہے
زوجِ بتولِ پاک کو جو مانتا نہیں
حق تو یہ ہے کہ حق کو بھی پہچانتا نہیں

۴۰
وہ دُرِ شاہوار ہے خلقِ خدا صدف
قرآں میں جوں ہے سورۂ اخلاص کو شرف
عالم میں یوں بزرگ ہے شاہنشہِ نجف
ناحق شناس کچھ نہیں حق ہے اسی طرف
اس بات کو سمجھتا ہے جو خود عقیل ہے
حیدر کی ذات قدرتِ حق کی دلیل ہے

۴۱
یوں امتِ رسولؐ پہ ہے حقِ مرتضا
سمجھے نہ مصطفیٰؐ سے علیؑ کو کوئی جدا
حق جس طرح سے ہوتا ہے بیٹوں پہ باپ کا
روشن ہے یہ دلیل نہیں فرق مصطفا
اس طرح مصطفیٰؐ و علیؑ کا ظہور ہے
دو آنکھیں جس طرح سے ہیں اور ایک نور ہے

۴۲
شمس الضحیٰ نبیؐ ہیں تو بدر الدجا ہیں یہ
وہ فخرِ انبیا تو شہِ اولیا ہیں یہ
بحرِ کرم جو وہ ہیں تو کانِ سخا ہیں یہ
وہ شاہِ انبیا شرفِ اوصیا ہیں یہ
دیکھے حدیث کو جسے کچھ اشتباہ ہے
اس پر حدیث نفسک نفسی گواہ ہے

۴۳
ہے آستان شاہ نجف سجدہ گاہِ خلق
واں کا غبار سرمۂ نورِ نگاہِ خلق
حصنِ حصینِ امن ہے پشت و پناہِ خلق
ہے اس کی بارگاہ جو ہے بادشاہِ خلق
واں کی زمیں سے مرتبہ پست آسماں کا ہے
کہتے ہیں جس کو عرش وہ فرش اس مکاں کا ہے

۴۴
ہیں سنگ واں کے لعل تو ذرّے ہیں آفتاب
جس در کو دیکھئے وہ ہے خلدِ بریں کا باب
کوثر ہے واں کے پانی کے قطرے سے آب آب
روضہ علیؑ کا روضۂ رضواں کا ہے جواب
رحمت بھری ہے واں کے ہر اک سنگ و خشت میں
پہونچے جو صحن میں ہوئے داخل بہشت میں

۴۵
شکلِ کعبۂ دعا ہے کشادہ درِ رواق
گر دیکھنے کا صحن سے ہو جائے اتفاق
ہے رشکِ طاقِ بیتِ مقدس ہر ایک طاق
دل میں رہے نہ روضۂ رضواں کا اشتیاق
حق ہے کہ کیا جناب ہے اور کیا مقام ہے
ادنیٰ گیا تو اس کا بھی اعلیٰ مقام ہے

۴۶ اک دن رسولِ حق سے کسی نے یہ عرض کی | ارشاد آپ کیجئے کچھ رتبۂ علیؑ
فرمایا مصطفیٰؐ نے کہ ہیں اور مرا وصی | تھے ایک نور خلقتِ آدم بھی جب نہ تھی
مانند روح و جسم کے باہم رہا ہوں میں | مجھ سے جدا نہ وہ ہے نہ اس سے جدا ہوں میں

۴۷ میرے لئے ہے گرچہ رسالت کا مرتبا | تین اس میں پر فضیلتیں مجھ سے بھی ہیں سوا
اک یہ کہ حق نے بھیا برادر اسے دیا | میرے لئے نہیں ہے کوئی مجھ سا دوسرا
بی بی مجھے نہ مالکِ روزِ جزا ملی | زوجہ علیؑ کو فاطمہؑ سی پارسا ملی

۴۸ بیٹے ملے حسینؑ و حسنؑ سیدِ جلیل | قدموں پہ جن کے آنکھوں کو ملتا ہے جبرئیل
اُن کا تمام خلق میں کوئی نہیں عدیل | وہ قاسمِ بہشت ہیں مختارِ سلسبیل
اب تو ہی دیکھ رتبہ کو شیرِ الٰہ کے | ایسے پسر کہاں ہیں رسالت پناہ کے

۴۹ میرا وصی ہے بعد مرے مالکِ جہاں | جسم اس کا میرا جسم ہے جان اس کی میری جاں
خون اس کا میرا خون ہے لاریب و بے گماں | ہے مرتضیٰ علیؑ کا خدا آپ مدح خواں
اس کے سوا ہے کس کا یہ رتبہ جہان میں | ہے آیۂ مباہلہ حیدر کی شان میں

۵۰ معجز نمائیوں کا کروں اس کی وصف کیا | کرتا تھا ماں کے بطن میں تعظیم مصطفیٰؐ
تھا وہ ازل سے شیفتۂ ذاتِ کبریا | ہوتے ہی خلق سجدۂ معبود میں جھکا
ہیبت سے اہلِ کفر کے ہتھیار گر پڑے | کعبے میں جتنے بت تھے سب اک بار گر پڑے

۵۱ اور حال یہ عبادتِ حیدرؑ کا ہے رقم | حمدِ خدا سوا نہ گزرتا تھا کوئی دم
پڑھتا تھا جب نماز وہ شاہنشہِ اُمم | خوفِ خدا سے کانپتے تھے سر سے تا قدم
احوال یہ تھا سجدے میں اس خوش خصال کا | ہوتا تھا فاطمہؑ کو گماں انتقال کا

۵۲ ہر روز روزہ رکھتا تھا وہ سرورِ عرب | ذکرِ خدا میں کٹتی تھی رو کر تمام شب
دُنیا میں تھے پر ان کو نہ دنیا کی تھی طلب | فرماتے تھے یہ آتا تھا وقتِ نماز جب
میں کیا ہوں بندگی ہے مری کس شمار میں | عاجز ہوں میں عبادتِ پروردگار میں

۵۳ فرماں روائے خلق تھا ہرچند وہ امام | لیکن نمک سے کھاتا تھا نانِ جویں مدام
بھوکوں کو کھانا دیتا تھا جاری تھا فیض عام | کس لطف سے غریبوں سے ہوتا تھا ہم کلام
غم بے کسوں کے حال پہ کھانے سے کام تھا | بھوکوں کو آپ جا کے کھلانے سے کام تھا

۵۴ پوشاک تھی نہ اور بجز کہنہ پیرہن | سو وہ بھی اس لئے تھا کہ ہوگا وہی کفن
ڈھانپا کبھی نہ تاقم و سنجاب سے بدن | یا انتظارِ مرگ تھا یا خوفِ ذوالمنن
جب خانۂ خدا میں عبادت کو جاتے تھے | مانند بید عضو بدن تھرتھراتے تھے

۵۵
ملتی تھی مزدِ آب کشی جو بہ وقتِ شام
اندھوں پہ اور غریبوں پہ الطاف تھا مدام
رانڈوں کو جا کے اس کا کھلاتے تھے طعام
فرماتے تھے جو پوچھتا مولا کا کیا ہے نام
کیا پوچھتے ہو عبد خدائے قدیر ہوں
جس طرح تم فقیر ہو میں بھی فقیر ہوں

۵۶
گر پوچھتا کوئی کہ ہے گھر آپ کا کہاں
کنجِ لحد ہوا نہیں اپنا کوئی مکاں
فرماتے بے نشانوں کا پوچھو نہ کچھ نشاں
کیا خاک گھر بنائے کوئی زیرِ آسماں
پابند کچھ نہیں ہوں کہ تکیہ پہ سر رہے
دم بھر جہاں زمیں میں جگہ پائی مر رہے

۵۷
جب اہلِ بیتؑ سامنے کھانے کو لاتے تھے
اک قرصِ نانِ جَو سے زیادہ نہ کھاتے تھے
لذت کے کھانے شیرِ خداؑ کو نہ بھاتے تھے
ہوتا کوئی مُصِر تو یہ رُو کر سُناتے تھے
اس خوف سے ہے دل مرا بیتاب سینے میں
میں کھاؤں اور کوئی ہو بھوکا مدینے میں

۵۸
افتادگی یہ تھی کہ نہیں جس کی انتہا
انگشتری رکوع میں سائل کو کی عطا
اب سنیے مرتضےٰؑ کی سخاوت کا ماجرا
سارا خراجِ ملکِ یمن جس کی تھی بہا
کون اُس ولیِ حق سا سخی ہے جہان میں
جس نے قطار اونٹوں کی بخشی اک آن میں

۵۹
سائل نے عرض کی یہ سفر میں بہ انکسار
اک روٹی دیجیے مجھے یا شیرِ کردگار
قنبر سے تب یہ کہنے لگے شاہِ ذوالفقار
بھوکے کو جلد سیر کرا اے عبدِ باوقار
عرض اس نے کی جنابِ امامِ کبار میں
ہیں روٹیاں شتر پہ شتر ہے قطار میں

۶۰
قنبر سے تب یہ خیرِ خدا نے کیے کلام
عرض اس نے کی وہ اونٹ مقدم ہے یا امام
وہ اونٹ کر تو اس کے حوالے مع طعام
جب وہ چلے تو چلتے ہیں پیچھے شتر تمام
فرمایا گرچہ کم ہے یہ میری نگاہ میں
دے سب قطار اونٹوں کی خالق کی راہ میں

۶۱
قنبر نے جلد اونٹوں کی سائل کو دی قطار
پوچھا سبب علیؑ نے تو بولا وہ ذی وقار
اور دور جا کھڑا ہوا اونٹوں سے ایک بار
حضرت کا بحرِ جود و سخاوت ہے بے کنار
ہے خوف اس کا گرچہ میں ہوں کس شمار میں
مجھکو نہ بخش دیجیے کہیں اس قطار میں

۶۲
بہرِ وفائے نذر جو صائم ہوئے امام
مولا کو جَو کی روٹی بہم پہونچی وقتِ شام
اور دن ہوا تلاوتِ قرآن میں تمام
سائل پکارا در پہ یہ حیدر کا لے کے نام
میں فاقہ کش یتیم ہوں تم حق کے شیر ہو
حاضر ہو کچھ تو دو کہ یہ محتاج سیر ہو

۶۳
اُس صاحبِ کرم نے سُنی جب کہ یہ صدا
بنتِ نبیؐ و فضّہ و سبطینِ مصطفےٰ
وہ روٹی اپنے حصے کی سائل کو کی عطا
دے آئے اپنا حصہ بھی اور شکرِ حق کیا
پانی سے روزہ کھولا شہِ ذوالفقار نے
فاقے میں کاٹی رات سراک روزہ دار نے

۶۴
پھر صوم سے تھے دوسرے دن شبّر ذوالجلال
سائل نے وقتِ شام پھر آ کر کیا سوال
افطار کرنے پائے نہ تھے پانچوں خوش خصال
پھر بخشی نانِ جو اُسے با رغبتِ کمال
تھا روزہ تیسرا کہ وہ آیا اُسی طرح
پھر پانچوں صاحبوں نے کھلایا اسی طرح

۶۵
جس دن وہ تینوں نذر کے آخر ہوئے صیام
تھا فاطمہؑ کا ضعف سے لرزاں بدن تمام
اور چوتھے دن بھی کچھ نہ میسّر ہوا طعام
فاقوں سے شبّرِ حق میں نہ تھی طاقتِ کلام
مشکل تھا بولنا حسنؑ تلخ کام کو
غش آتے تھے حسین علیہ السّلام کو

۶۶
منھ خشک رنگ زرد تھا اشکوں سے چشم نم
اُن سے علیؑ یہ کہتے تھے بیٹا نہ کھاؤ غم
اور بھوک سے لگا ہوا تھا پشت سے شکم
کھانا جو تین روز سے پہونچا نہیں بہم
راحت ہے راہِ حق میں جو ہم رنج سہتے ہیں
ہوتے ہیں جو سخی وہی بھوکے بھی رہتے ہیں

۶۷
گو تم پہ درد و رنج و اَلم کا وفور ہے
سائل کو گر نہ دیجئے ہمّت سے دور ہے
بہتر ہے وہ جو مرضیِ ربِّ غفور ہے
بچپن سے بھوک پیاس کی عادت ضرور ہے
فاقوں میں زخمِ تیغ و سناں تن پہ کھاتے ہیں
بیٹا ابھی بہت تمھیں صدمے اٹھانے ہیں

۶۸
کیا غش پڑے ہو تکیے سے بیٹا اٹھاؤ سر
زہرا نے تب علیؑ سے کہا یہ بچشمِ تر
رازق کرے گا رحم اسی پر رکھو نظر
کیا عمر ہے حسینؑ کی یا شاہِ بحر و بر
اس کی گرسنگی سے مرے دل میں درد ہے
آنکھوں میں حلقے پڑ گئے ہیں رنگ زرد ہے

۶۹
بچّوں کو بھوک پیاس میں آتا نہیں قرار
اِس صبر پہ حسینؑ کے ہو فاطمہؑ نثار
مادر سے کھانا مانگتے ہیں رو کے بار بار
بھوکا رہا ہمارے برابر یہ گل عذار
کیوں کر خدا نہ ہوئے گا خوش اِس کی باتوں سے
سائل کو روٹی دوڑ کے دی ننھے ہاتھوں سے

۷۰
زہرا سے تب یہ کہنے لگے رو کے مرتضیٰ
سائل کو روٹی دینے کا اس کو عجب ہے کیا
صابر مرا حسینؑ ہے، ایّوب سے سوا
یہ وہ ہے تین روز جو پانی نہ پائے گا
صبر اِس کا تا بہ حشر ہر اک کو رُلائے گا
یہ وہ ہے تین روز جو پانی نہ پائے گا

۷۱
فرمایا فاطمہؑ نے کہ اے شیرِ ذوالجلال
فاقے سے تین دن کے ہے صاحب یہ نونہال
میرا حسینؑ بھوک سے ہے اب بہت نڈھال
زہرا سے اب تو دیکھا نہیں جاتا اس کا حال
بچّوں کی میرے فاقہ کشی پہ نظر کرو
بیٹھے ہو کیا رسولِ خدا کو خبر کرو

۷۲
زہرا یہ کہہ رہی تھیں علیؑ سے بہ حالِ زار
تعظیم کو نبیؐ کی اُٹھے شاہِ ذوالفقار
تشریف لائے اتنے میں محبوبِ کردگار
پر کانپتے تھے پاؤں نقاہت تھی آشکار
زار و نحیف بنتِ رسالت پناہ تھی
فاقوں سے دونوں بیٹوں کی حالت تباہ تھی

۷۳
بچوں کا حال دیکھ کے گھبرا گئے رسولؐ
مرجھائے آج کیوں ہیں یہ میرے چمن کے پھول
پوچھا یہ مرتضیٰؑ سے کہ اے شوہرِ بتولؑ
روداد سب علیؑ نے کہی بادلِ ملول
غم سے رہی نہ تاب شہِ مشرقین کو
رو دیے گلے لگا کے حسنؑ اور حسینؑ کو

۷۴
پھر فاطمہؑ کو چھاتی سے لپٹا کے یہ کہا
سنتا ہوں تین دن ہوئے کھانا نہیں ملا
اے میری فاقہ کش تری ہمت کے میں فدا
افسوس تیرے حال سے میں بے خبر رہا
پھر بولے اے خدا مرے فرزند مرتے ہیں
فاقہ سے تین تین دن ان پر گذرتے ہیں

۷۵
رو رو کے کہتے تھے یہ ابھی سیدِ انام
آیاتِ ہَل اَتیٰ کو دیا اور نئے کلام
جو آئے جبرئیلؑ امیں باصد احترام
راضی ہے مرتضیٰؑ سے بہت ربِ ذوالکرام
فاقے کیے جو راہ خدائے قدیر میں
آیا ہے سورہ مدح جنابِ امیرؑ میں

۷۶
جبریلؑ سے یہ مژدہ محمدؐ نے جب سُنا
فرطِ خوشی سے سُرخ ہوا رو دیے مرتضیٰؑ
درگاہ حق میں شکر کا سجدہ ادا کیا
رکھ کر زمیں پہ سر کو بصد عجز یہ کہا
بندے پہ کیا عنایت پروردگار ہے
یہ ایک مشت خاک کا عزّ و وقار ہے

۷۷
میں کیا ہوں مجھ سے کون سا ایسا ہوا عمل
بخشا اسی نے صبر کہ آیا نہیں خلل
بھوکا اگر رہا تو نہیں فخر کا محل
لا انتہا ہے رحمتِ معبودِ لم یزل
دے سکتا تھا میں رزق یتیم و اسیر کو
اس نے دیا تو میں نے کھلایا فقیر کو

۷۸
ہمت اُسی نے دی یہ سخاوت اسی نے دی
قوت اُسی نے بخشی شجاعت اسی نے دی
فاقوں میں مجھکو صبر کی طاقت اُسی نے دی
اس عبدِ خاکسار کو عزت اُسی نے دی
لطف و کرم نے محرمِ رازِ خفی کیا
اپنے حبیب کا مجھے اس نے وصی کیا

۷۹
ادنیٰ سا یہ سخاوتِ حیدرؑ کا ہے بیاں
مشہور تھا وہ ناصرِ پیغمبرِ زماں
عالم پہ جرأتِ اسد اللہ ہے عیاں
کیں فتح اہلِ کفر کی کیا کیا لڑائیاں
جتنے دلاورانِ جہاں اور دلیر ہیں
شیرِ خدا کی ضرب کی دہشت سے زیر ہیں

۸۰
کس طرح ذوالفقار کی برّش کی ہو ثنا
ہر معرکے میں وہ نظر آتی ہے مشکل لا
حرفوں سے حرف کٹتے ہیں ہو جاتے ہیں جدا
یعنی نہیں علیؑ کے سوا شاہ لافتا
اغراق کچھ نہیں ہے یہ تشبیہ ٹھیک ہے
ظاہر یہ اس سے تھا کہ خدا لاشریک ہے

۸۱
بدر و حنین و کعبہ و خیبر سے تا اُحد
دستِ خدا کا وار کسی سے ہوا نہ رد
ہر جنگ میں علیؑ نے محمدؐ کی کی مدد
اس ادعائے راست پہ ہے لافتیٰ سند
برّش یہ ذوالفقار کی قاطع دلیل ہے
اب تک دونیم جس سے پرِ جبرئیلؑ ہے

۸۲ بارہ برس کی عمر میں قوت تھی اس قدر
دی ہے کتب میں اہلِ تواریخ نے خبر
خیبر کا در اُکھاڑ لیا اور لیا سپر
چالیس من کا حلقہ تھا ہفتاد من کا در
شیرِ خدا نے زورِ ولایت دکھا دیا
خندق پہ پل نہ تھا تو اسے پل بنا دیا

۸۳ اُس پل سے اترے جب کہ جواں آٹھ نو ہزار
قائم ہوا یہ ہیں قدمِ شاہِ ذوالفقار
تکبیر کہہ کے بولا یہ اک مردِ باوقار
بولے نبیؐ ہوا اسے سمجھو نہ زینہار
خیبر کا در ہے دستِ امامِ جلیل پر
قائم ہیں دونوں پاؤں پہ جبرئیل پر

۸۴ مشہور ہے جہان میں جنگِ اُحد کا حال
فوجِ رسولؐ بھاگ گئی سب دمِ جدال
جس وقت اہلِ کفر کی کثرت ہوئی کمال
محبوبِ ذوالجلال کو تب آگیا جلال
پھر کر اِدھر اُدھر جو نظر کی عتاب میں
غیر از علیؑ کسی کو نہ پایا رکاب میں

۸۵ احمدؐ پہ تھا ہجومِ سپاہِ منافقیں
ڈر سے علیؑ کے پر کوئی آتا نہ تھا قریں
تھی ہاتھ میں کھنچی ہوئی ہر اک کے تیغِ کیں
پتھر نبیؐ کو مارتے تھے سنگ دل لعیں
زخمی جو یک بہ یک لبِ معجز نما ہوئے
درجِ دہن سے گوہرِ دنداں جدا ہوئے

۸۶ آلود خوں میں جب ہوئے محبوبِ کردگار
اس دم نہ مرتضیٰؑ کو رہی طاقتِ قرار
ناقہ بڑھا کے آپ کیا عزمِ کارزار
کھینچی خدا کے شیر نے گھبرا کے ذوالفقار
دہشت سے الاماں کی فلک تک صدا گئی
گاؤ زمیں زمیں کے تلے تھرتھرا گئی

۸۷ چمکی دمِ نبرد جو وہ برقِ شعلہ ور
اللہ رے ضربِ تیغِ علیؑ رخ کیا جدھر
روحیں تنوں کو چھوڑ کے بھاگیں سوئے سقر
روحیں تنوں کی لوٹ رہی تھیں زمین پر
نصرت فدا تھی جرأت و ہمت نثار تھی
لاسیف و لافتیٰ کی فلک پر پکار تھی

۸۸ آتے تھے اہلِ کفر محمدؐ پہ فوج فوج
دونا تھا ذوالفقار کا اس معرکے میں اوج
دریائے حرب چار طرف مارتا تھا موج
ہر فرد کو جھکاتا تھا خیر النساء کا زوج
آئے نظر نہ وہ جنھیں قصدِ مصاف تھا
حملہ نہ ہو چکا تھا کہ میدان صاف تھا

۸۹ خندق میں جب شروع ہوئی مصطفیٰؐ سے جنگ
مشہور ہے وہ بحرِ شجاعت کا تھا نہنگ
تھی ابن عبد ود کی شجاعت سے فوج تنگ
دو چار سو سے سامنا کرنا تھا اس کو ننگ
منہ پھیرتا نہ تھا وہ کسی کارزار سے
لڑتا تھا معرکے میں اکیلا ہزار سے

۹۰ آئی نظر جو فوجِ رسولِ خدا کی شان
کفار مستعد ہوئے نیزوں کو تان تان
اس نے بھی اپنی فوج کے کھلوا دیے نشان
آگے بڑھا جلو میں کئی سو لیے جوان
مشہورِ خلق معرکہ آرا سے رزم تھا
محبوبِ حق کے قتل کا کافر کو عزم تھا

۹۱
رکھے ہوئے تھا خود کلاں فرقِ نحس پر
تھی پشت سے لگی ہوئی اک آہنی سپر
بر میں زرہ تھی کاندھے پہ تھا گرز گاؤ سر
لنگر پہ تیغ میں کہ کرے کوہ میں گزر
سب گھوڑوں سے بلند قوی راہوار تھا
اک دیو تھا کہ کوہ کے اوپر سوار تھا

۹۲
بڑھتا ہوا رجز جو پڑھا وہ دمِ نبرد
تھا لافِ زن رسول کا جو ہو شریکِ درد
اصحابِ مصطفیٰ ہوئے دہشت سے اس کی زرد
صف سے نکل کے آئے مرے سامنے وہ مرد
طاری تھا خوف فوج پہ اُس کے بیان سے
نکلا نہ کوئی جنگ کو اُس پہلوان سے

۹۳
اصحاب سے نبیؐ نے یہ اس دم کیا خطاب
سب سرنگوں تھے ڈر سے نہ تھی بولنے کی تاب
دیوے زبانِ تیغ سے اس کو کوئی جواب
آخر بڑھے پرے سے امامِ فلک جناب
کی عرض مصطفیٰ سے یہ کیا انتظار ہے
بندہ رضائے حرب کا اُمیدوار ہے

۹۴
کی عرض ہاتھ جوڑ کے حیدرؑ نے تین بار
نزدیک تھا کہ فوجِ محمدؐ کرے فرار
محبوبِ حق نے پر نہ دیا حکمِ کارزار
سلماں نے عرض کی کہ فدا ہو یہ جاں نثار
سر بر نہ ہوگا کوئی جواں اس جوان سے
نکلے گی ذوالفقار نہ جب تک میان سے

۹۵
یہ سُن کے آبدیدہ ہوئے شاہِ بحر و بر
پہنائی اپنے تن کی زرہ ان کے جسم پر
اپنے عمامہ کو کیا حیدرؑ کا تاجِ سر
ہاتھوں سے اپنے باندھی یداللہ کی کمر
حفظِ خدا علیؑ ولی کی سپر ہوئی
قبضے میں ذوالفقار کلیدِ ظفر ہوئی

۹۶
رخصت نبیؐ سے ہو کے جو وہ شیرِ نر چلا
قبلہ کی سمت ہاتھ اٹھا کر یہ کی دعا
پڑھتے تھے رو کے آیۂ نصرت کو مصطفیٰؐ
تو مرتضیٰ علیؑ کا نگہبان ہے خدا
بے تاب ہوں یہ میری دعا مستجاب ہو
عمرو ابنِ عبدِ ود پہ علیؑ فتحیاب ہو

۹۷
یا رب یہ تیرا بندۂ طاعت گزار ہے
عابد ہے متقی ہے یہ اور خاکسار ہے
یا رب یہ روزہ دار ہے شب زندہ دار ہے
یہ تیرے نامِ پاک پہ دل سے نثار ہے
دنیا بہت ذلیل ہے اس کی نگاہ میں
جان اپنی صرف کرتا ہے یہ حق کی راہ میں

۹۸
کرتے تھے یاں نبیؐ یہ مناجات بار بار
پڑھ کر رجز جو ہاتھ میں تولی جو ذوالفقار
پہونچا خدا کا شیر بہ میدانِ کارزار
چومے قدم نصیب نے نصرت ہوئی نثار
خادم کوئی جلو میں تھا نے راہوار تھا
اس دن پیادہ پا تھے نہ دُلدل سوار تھا

۹۹
عمرو ابنِ عبدِ ود سے یہ کی پہلے گفتگو
بہتر ہے دینِ نبی کا ہو کہ زیادہ ہو آبرو
اقرار کر اللہ کی وحدانیت کا تو
یا ترک کر محاربہ احمدؐ سے اے عدو
ڈر حق سے اور درپئے جنگ و جدل نہ ہو
تا انتظامِ دینِ نبیؐ میں خلل نہ ہو

۱۰۰
ہنس کر علیؑ سے بولا یہ وہ نطفۂ حرام
واقف ہیں میرے زورِ شجاعت سے خاص و عام
میں نے کبھی سُنے نہیں اس طرح کے کلام
لڑکے سے کیا لڑوں کہ یہ ہے ننگ کا مقام
ناحق تو جان دینے کو آیا ہے آپ سے
پھر جا کہ دوستی ہے مری تیرے باپ سے

۱۰۱
آشفتہ ہو کے کہنے لگے مرتضیٰ علیؑ
تو دشمنِ خدا و محمدؐ ہے اے شقی
ہوتی نہیں ہے مومن و کافر میں دوستی
کر دوں گا ایک حملہ میں تجھ کو فنا ابھی
حیدرؑ ہوں ابنِ عمِّ رسالت پناہ ہوں
لڑکا نہ جانیو کہ میں شیرِ الٰہ ہوں

۱۰۲
آ کر غضب میں گھوڑے سے کودا وہ بدسیر
دو ٹکڑے ہوتا پڑتی جو وہ تیغ کوہ پر
پے کر کے اسپ کو ہوا حضرت پہ حملہ ور
حیدر نے بہر دفعِ ضرر سر پہ لی سپر
اُس ضرب سے دو نیم علیؑ کی سپر ہوئی
سر پہ لگا جو زخم جبیں خوں سے تر ہوئی

۱۰۳
یوں دوڑ کر علیؑ نے کیا اپنا اس پہ وار
ضربت کے روکنے کی عدو کو ملی نہ بار
آ جائے شاہباز کے پنجے میں جوں شکار
بجلی سی بس چمک کے گری سر پہ ذوالفقار
اتنا تو منھ سے فوج کے نکلا غضب ہوا
ثابت نہ تھا کسی پہ کہ دو ٹکڑے کب ہوا

۱۰۴
تکبیر کی علیؑ نے جو میداں سے دی صدا
روح الامیں نے آ کے پس از تہنیت کہا
محبوبِ حق نے شکر کا سجدہ ادا کیا
ضربِ علیؑ کی کرتا ہے تعریف کبریا
کس تیغ میں یہ ضرب ہے کس میں یہ زور ہے
گردوں پہ تہنیت کا فرشتوں میں شور ہے

۱۰۵
اتنے میں فتح کر کے پھرے شاہ بحر و بر
حیدر کو پیار کرنے لگے سیدالبشر
ڈالا قدم پہ اسپِ نبیؐ کے عدو کا سر
فرمائی یہ حدیث زباں سے پکار کر
جس سے خدا خوشی ہے علیؑ کی وہ حرب ہے
افضل عبادتِ دو جہاں سے یہ ضرب ہے

۱۰۶
آیا نظر جو زخم سرِ مرتضیٰ علیؑ
فرماتے تھے میں آہ کہاں ہوں گا اُس گھڑی
پٹی سے اس کو باندھ کے روئے بہت نبیؐ
زخمی کرے گا جب تجھے سجدے میں اک شقی
ٹوٹے گا تو جو خانۂ پروردگار میں
تڑپے گی میری روح مقرِ مزار میں

۱۰۷
اے مومنو شجاعتِ حیدر کا تھا یہ حال
دنیا سے جب کہ اُٹھ گئے محبوبِ ذوالجلال
کامل تھا صبر و شکر میں وہ صاحبِ کمال
آزارِ مرتضیٰؑ کو لگے دینے بدخصال
کیا کیا نہ شیرِ حق پہ مصیبت گزر گئی
اعدا کے ظلم و جور سے زہراؑ بھی مر گئی

۱۰۸
اس پر بھی ظالموں نے نہ کھینچا ستم سے ہاتھ
مسجد میں مرتضیٰؑ گئے گھر سے پئے صلوٰۃ
گزری مہِ صیام کی انیسویں جو رات
قتلِ علیؑ کی گھات میں تھا اک زبوں صفات
پایا جو محوِ بندگیِ بے نیاز میں
تلوار روزہ دار کو ماری نماز میں

۱۰۹ مطلع سوم
روؤ کہ روزِ قتلِ امیرِ عرب ہے آج
بزمِ عزا میں آکے نہ رونا غضب ہے آج
پیٹو کہ روزِ حشر ہے غربت کی شب ہے آج
غم سے حسنؑ حسینؑ کی حالت عجب ہے آج
پایا جو محو بندگیِ بے نیاز میں
تلوار روزہ دار کو ماری نماز میں

۱۱۰
اب پیٹنے کی جا ہے غلامانِ مرتضیٰ
ایسا کریم ، ایسا سخی ، ایسا پیشوا
آقا کی گوشِ دل سے مصیبت سنو ذرا
بے جرم حق کے سجدے میں مجروح ہو گیا
فرصت نہ دی نماز کی اس روزہ دار کو
نہلا دیا لہو میں شہِ ذوالفقار کو

۱۱۱
سجدے میں شیرِ حق کا دوبارہ ہوا جو سر
اُبلا لہو کہ ہوگئی محراب خوں سے تر
اک بار کانپنے لگے مسجد کے بام و در
اک زلزلہ سا بس ہوا نازل زمین پر
گردوں پہ جبرئیل پکارا غضب ہوا
سجدے میں حق کے قتل امیرِ عرب ہوا

۱۱۲
پہونچی جو گوش حضرتِ زینبؑ میں یہ صدا
جاؤ خدا کے واسطے مسجد میں تم ذرا
رو کر جناب شبّیرؑ و شبّرؑ سے کہا
کہتا ہے کوئی قتل ہوئے شاہ لافتا
کس نے کیا شہید امامِ حجاز کو
بابا ابھی تو گھر سے گئے تھے نماز کو

۱۱۳
یہ سن کے دوڑے جانبِ مسجد حسنؑ حسینؑ
اور خوں میں اپنے لوٹتے ہیں شاہ مشرقین
دیکھا کہ رو رہے ہیں نمازی بہ شور و شین
سر اپنا پیٹنے لگے زہراؑ کے نورِ عین
غم سے کلیجے دونوں کے سینوں میں پھٹ گئے
چلّا کے ہائے بابا کہا اور لپٹ گئے

۱۱۴
گہ زخمی سر کو دیکھ کے کرتے تھے یہ بیاں
نانا ہمارے سر پہ نہ جیتے ہیں اور نہ ماں
ٹوٹی بس اب ہماری کمر ہائے بابا جاں
جاویں گے جس طرف نہ ملے گی ہمیں اماں
بیٹوں کو قیدِ غم سے چھڑاؤ تو خوب ہے
ساتھ اپنے ہم کو لیتے ہی جاؤ تو خوب ہے

۱۱۵
فریاد ہے کہ خانۂ زہراؑ ہوا تباہ
یہ کہہ کے لائے روتے ہوئے تا بہ خوابگاہ
زخمی کیا وصیِ محمدؐ کو بے گناہ
حضرت کی آنکھیں بند تھیں کرتے تھے آہ آہ
خوں سے عبا تھی سرخ جراحت میں درد تھا
مانندِ زعفراں رخِ پُر نور زرد تھا

۱۱۶
حضرت کے گرد جمع تھے اصحابِ باوفا
تم سے وصیِ رسولؐ کا ہوتا ہے اب جدا
فرماتے تھے ہر ایک سے آنسو بہا بہا
وہ پوچھ لیوے آج جسے جو ہو پوچھنا
غم میں ہمارے خاک سروں پر اڑاؤ گے
کل خویشِ مصطفیٰؐ کو نہ دنیا میں پاؤ گے

۱۱۷
کی اٹھ کے صعصعہ بنِ سحباں نے عرض تب
جب چاہا اس کو پوچھوں تو مانع ہوا ادب
خاطر میں چند مسئلے ہیں یا شہِ عرب
دیتے ہیں حکم آپ تو کرتا ہوں عرض اب
خادم امیدوار ہے اس کے جواب کا
آدم کا مرتبہ ہے سوا یا جناب کا

118
سر کو جھکا کے شیرِ خدا نے دیا جواب
گندم کے کھانے سے وہ ہوئے موردِ عتاب
آتا ہے مجھ کو اپنی ثنا کرنے سے حجاب
میں نے بغیر منع، کیا اس سے اجتناب
فاقوں میں شکرِ حق سے زباں آشنا رہی
نانِ جویں ہمیشہ علیؑ کی غذا رہی

119
کی عرض اُس نے رو کے کہ اے شاہِ لافتا
فرمایا جب کہ اُمتِ سرکش نے کی جفا
رتبہ زیادہ آپ کا ہے یا کہ نوحؑ کا
کی حق میں اُن کے نوح نے صابر نے بددعا
باندھا ستمگروں نے گلا ریسمان سے
میں نے دعائے بد نہ کبھی کی زبان سے

120
اور دوسرے سعید نہ تھا نوحؑ کا پسر
میرے پسر رسولؐ کے ہیں پارۂ جگر
کافر رہا سدا نہ ہوا دیں سے بہرہ ور
یہ دونوں لعل عرشِ الٰہی کے ہیں گہر
سردار اہلِ خلد ہیں عالی مقام ہیں
نانا نبیؐ ہیں باپ امام آپ امام ہیں

121
پھر اس نے عرض کی کہ غلام آپ پر نثار
فرمایا اُن کو جب ہوا یہ حکمِ کردگار
قدر آپ کی ہوا ہے کہ موسیٰؑ کا اقتدار
فرعون پاس جا کے کرو حال آشکار
کی عرض خوف یہ ہے کہ جیتا نہ آؤں میں
گر حکم ہو تو بھائی کو بھی لے کے جاؤں میں

122
مجھ سے رسولِ پاک نے جس دم کہی یہ بات
تھے جمع واں بہت سے صنادیدِ بدصفات
ہاں جا کے اہلِ کعبہ میں پڑھ سورۂ برات
لایا بجا میں حکمِ شہنشاہِ کائنات
سورہ پڑھا برات کا اس عزّ و شان سے
آتی تھی مرحبا کی صدا آسمان سے

123
جب طور پر عصا ہوا موسیٰؑ کا اژدہا
وہ ڈر گئے یہ تھا بشریت کا اقتضا
موسیٰ اِسے اٹھائے ہوا حکمِ کبریا
غیر از خدا کسی سے کبھی میں نہیں ڈرا
حیدر لقب ملا مجھے طفلی کے عہد میں
دو انگلیوں سے چیرا ہے اژدر کو مہد میں

124
عیسیٰؑ کو اس نے پوچھا تو مولا نے یہ کہا
جب دردِ وضعِ حمل انھیں کعبے میں ہوا
مادر ہے ان کی حضرتِ مریمؑ سی پارسا
آئی ندائے غیب کہ باہر یہاں سے جا
یاں کوئی امر غیرِ عبادت روا نہیں
طاعت کی یہ جگہ ہے ولادت کی جا نہیں

125
اور وقت آیا میری ولادت کا جس گھڑی
باہر سے فاطمہؑ کو صدا یہ کسی نے دی
مادر مری دعا کے لئے کعبہ میں گئی
آ اندر آ تو کعبے کے اے مادرِ علیؑ
مریم سے مرتبہ ترا اس دم زیادہ ہے
تو ہے کنیزِ خاص علیؑ خانہ زاد ہے

126
یہ کہتے تھے کہ شیرِ خدا کو غش آ گیا
بھائی حسینؑ لوگوں سے اتنا کہو ذرا
پردے کے پاس آن کے زینبؑ نے یہ کہا
گھر جاؤ اپنے وقتِ ملاقات ہو چکا
آتے ہیں غش پہ غش شہِ کون و مکاں کو
جی بھر کے دیکھنے دو ہمیں بابا جان کو

۱۲۷ روتے ہوئے وداع ہوئے شہ کے دوستدار
زینبؑ بلائیں لینے لگی رو کے زار زار
بیٹوں سے تب یہ کہنے لگے شاہِ ذوالفقار
آؤ مرے قریب کہ ہے وقت احتضار
یہ سن کے روتے روتے دم اُنکے اُلٹ گئے
بارہ پسر علیؑ کے قدم سے لپٹ گئے

۱۲۸ روئے علیؑ حسنؑ کو گلے سے لگا لگا
اور ہاتھ اُن کے ہاتھوں میں زینبؑ کا دیا
عباسؑ نامدار کے حق میں نہ کچھ کہا
چپکے کھڑے تھے سامنے اور رنگ زرد تھا
پاس ادب سے باپ کے کچھ کہہ نہ سکتے تھے
ماں ان کو دیکھتی تھی وہ منھ ماں کا تکتے تھے

۱۲۹ اُم البنیں قدم پہ گری کھولے سر کے بال
کی عرض یا علیؑ ولیِ مشیرِ ذوالجلال
عباسؑ سے ہے خاطرِ اقدس پہ کچھ ملال
لونڈی ہوں میں غلام ہے حضرت کا میرا لال
رہتا نہ خدمتِ حسنؑ خوش صفات میں
ہاتھ اس غلام کا نہ دیا ان کے ہاتھ میں

۱۳۰ اُم البنیں سے رو کے علیؑ نے کہی یہ بات
دیتا حسنؑ کے ہاتھ میں کیونکر میں ان کا ہات
شیدا ترے پسر کا ہے شبیرؑ خوش صفات
اور عاشقِ حسینؑ ہے عباسؑ نیک ذات
شانِ بہادری ہے ترے نورِ عین میں
اس کا ازل سے ہاتھ ہے دستِ حسینؑ میں

۱۳۱ عباسؑ کو بلا کے گلے سے لگا لیا
ہاتھ اس کا دے کے ہاتھ میں شبیرؑ سے کہا
اے لال یہ غلام تمہارا ہے باوفا
میری طرح سے پیار اسے کیجیو سدا
آفت کا دن جو تجھکو مقدر دکھائے گا
اُس روز یہ غلام بہت کام آئے گا

۱۳۲ عباسؑ سے کہا کہ سُن اے میرے نونہال
تو ہے علیؑ کا لال وہ ہے مصطفیٰؐ کا لال
رکھیو ہمیشہ خاطرِ شبیرؑ کا خیال
اس کا ملال احمدِ مُرسل کا ہے ملال
پیشِ خدا بزرگ ہے رتبہ حسینؑ کا
تجھکو بھی پاس رہتا ہے اس نورِ عین کا

۱۳۳ خدمت سے کیجیو نہ کسی حال میں قصور
تو ایک مشتِ خاک ہے یہ ہے خدا کا نور
دلبند فاطمہؑ کا ہے پاسِ ادب ضرور
جو اس کے دل سے دور ہے وہ ہے خدا سے دور
آقا کا ساتھ تا دمِ مُردن نہ چھوڑ تو
سب چھوٹیں پر حسینؑ کا دامن نہ چھوڑ تو

۱۳۴ بچوں سمیت جب یہ وطن سے کرے سفر
پہلے مرے حسینؑ سے تو باندھیو کمر
پہونچے جو کربلا میں یہ سلطانِ بحر و بر
خیمہ کی چوکی شام سے تُم دیجو تا سحر
روزِ نبرد معرکہ آرائی کیجیو
پانی ہو اس پہ بند تو سقائی کیجیو

۱۳۵ یہ سن کے ساری بیبیاں روتی تھیں زار زار
اور لوٹتے تھے خاک پہ زہراؑ کے گلعذار
دو دن تلک علیؑ رہے بستر پہ بے قرار
فرزند دل کو گلے سے لگاتے تھے بار بار
آنسو کبھی رواں تھے کبھی لب پہ آہ تھی
اکیسویں شب آئی تو حالت تباہ تھی

۱۳۶ اک بار غش سے چونک کے بیٹوں سے یہ کہا
آتے ہیں میرے لینے کو جنت سے مصطفےٰ
جلدی میں ہاتھ دے کے اٹھاؤ مجھے ذرا
یہ بات کہہ کے غش ہوئے پھر شاہ لافتا
کچھ رات باقی تھی کہ جہاں سے گزر گئے
غل پڑ گیا کہ حیدر کرار مر گئے

۱۳۷ نوحہ ملک میں شور قیامت ہوا عیاں
جنات پیٹنے لگے با نالہ و فغاں
تھرا گئی زمین لگا ہلنے آسماں
مابین آسمان و زمیں تھا یہی بیاں
واحسرتا کہ تخت امامت الٹ گیا
بس آج زور آلِ محمد کا گھٹ گیا

۱۳۸ بیٹوں نے بہرِ غسل اتارا جو پیرہن
رو کر کیا حسینؑ نے بھائی سے یہ سخن
پیوند اس کے دیکھ کے رونے لگے حسنؑ
مدت سے تھا گلے میں یہی جامۂ کہن
جو کہتا تھا کہ رخت بدن چاک چاک ہے
کہتے تھے مست خاک کی پوشاک خاک ہے

۱۳۹ سجدہ نما کو غسل جو دینے لگے پسر
آیا تھا خلد سے کفنِ شاہ بحر و بر
پھرتا تھا آپ جسم مبارک ادھر ادھر
زہرا کے لال کہتے تھے سر پیٹ پیٹ کر
بابا رسولِ پاک سے ملنے کو جاتے ہیں
ہم خلعتِ اخیر پدر کو پنہاتے ہیں

۱۴۰ اس وقت یہ حسنؑ سے کسی شخص نے کہا
یہ سن کے اہلِ بیت میں رونے کا غل اٹھا
نیلے نشان دوش پہ کیسے ہیں جا بجا
بولے حسن کہ رات کو لے جاتے تھے صدا
اک دوش پر اناج فقیروں کے واسطے
اک دوش پر طعام اسیروں کے واسطے

۱۴۱ تابوت میں جو رکھ چکے فرزند ارجمند
ڈالی ردائے سبز جو تابوت کر کے بند
دل سوزِ غم سے جلنے لگا صورتِ سپند
آگے سے تب جنازہ ہوا خود بخود بلند
غل تھا جنازۂ شہ مرداں رواں ہوا
دیکھو ہوا پہ تختِ سلیماں رواں ہوا

۱۴۲ بیٹے جو گھر سے لے چلے تابوت شاہ کا
غل پڑ گیا کہ ہائے علیؑ وائے مرتضیٰؑ
ازواج میں علیؑ کے قیامت ہوئی بپا
ام البنین نکل پڑیں گھر سے برہنہ پا
چلاتی تھیں مجھے نہیں صورت دکھاتے ہیں
شیرِ الٰہ قبر میں سونے کو جاتے ہیں

۱۴۳ گھر سے پسِ جنازۂ سلطان بحر و بر
زینب پکارتی تھیں کہ بابا چلے کدھر
ساری زنانِ ہاشمیہ نکلیں ننگے سر
جیتی نثار ہائے مرے فاقہ کش پدر
آتا ہے روزِ عید خوشی لوگ ہوئیں گے
ہم منہ کو اپنے ڈھانپ کے اب گھر میں روئیں گے

۱۴۴ اور پیچھے اس جنازہ کے فضہؑ کا تھا یہ حال
کہتی تھی پیٹ کر سر و زانو بہ صد ملال
خم تھا کمر میں اور کھلے تھے سفید بال
بچے تباہ ہو گئے یا شیرِ ذوالجلال
بیٹھے گی کوئی خاک کوئی سر پہ ڈالے گی
کس کس کو تم بغیر یہ لونڈی سنبھالے گی

۱۴۵
غصہ سے تب حسینؑ نے رو کر کیا کلام
در بند کر کے بازو لیے ام البنیں کو تھام
چادر سے سر کو ڈھانپ یہ ہے صبر کا مقام
گھر سے کہیں نکل نہ پڑیں بیبیاں تمام
صدمے سے باپ کے دل کلثومؑ پھٹ نہ جائے
زینبؑ کہیں جنازے سے آ کر لپٹ نہ جائے

۱۴۶
بازار میں جو کوفہ کے پہونچے بہ چشم تر
بارہ پسر تھے ساتھ جنازے کے ننگے سر
اک شور تھا علیؑ نے جہاں سے کیا سفر
جاتے تھے گرد و پیش زن و مرد نوحہ گر
مولا کے عدل و داد کے مذکور ہوتے تھے
بازاری سب دوکانوں پہ اٹھ اٹھ کے روتے تھے

۱۴۷
سر اپنا پیٹ پیٹ کے چلاتے تھے فقیر
قیدی پکارتے تھے کہ اے کل کے دست گیر
ہم لوگ مر گئے ترے مرنے سے اے امیر
اب کس کی راہ رات کو دیکھیں گے ہم اسیر
کہتی تھیں رانڈیں خلق سے وارث گذر گیا
چلاتے تھے یتیم کہ باپ آج مر گیا

۱۴۸
کہتا تھا کوئی مر گیا احمدؐ کا جانشیں
دم سے ابو تراب کے تھی رونق زمیں
کہتا تھا کوئی ٹوٹ گیا آج رکن دیں
افسوس بے چراغ ہوئی بزم مومنیں
عالم کے سر کا تاج زمانے سے اٹھ گیا
ہادی ہمارا آج زمانے سے اٹھ گیا

۱۴۹
اس شور میں یہ فاطمہؑ کی آتی تھی صدا
وارث نہ کوئی زینبؑ و کلثومؑ کا رہا
بچے مرے یتیم ہوے وا مصیبتا
ماں مر چکی تھی آگے ہی بابا بھی اب مرا
بچوں کو تھامتے ہیں جو ماں باپ ہوتے ہیں
کیسے بلک بلک کے مرے لعل روتے ہیں

۱۵۰
بس آگے اے انیسؔ نہیں طاقتِ رقم
طاری ہے شیعیانِ علیؑ پر ہجومِ غم
ہے اشک ریز صفحۂ قرطاس پر قلم
کر تو دعا یہ حق سے کہ جب تک ہے دم میں دم
جاری زباں پہ نہ کوئی اور حرف ہو
مداحیٔ علیؑ میں مری عمر صرف ہو

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

سلام

جز پنجتن کسی کی تولا نہ چاہیئے
غیر از خدا کسی کا بھروسا نہ چاہیئے

خادم امیدوار حضوری ہے یا حسینؑ
چاہیں اگر حضور تو پھر کیا نہ چاہیئے

اک در پہ بیٹھ رہے توکل کریم پر
اللہ کے فقیر کو پھیرا نہ چاہیئے

تکرار کیا ہے زندگیٔ مستعار میں
اے موت بار بار تقاضا نہ چاہیئے

راحت خدا نے دی تو کیا تو نے شکر کب
ایذا بھی چار دن ہو تو شکوہ نہ چاہیئے

ہر اک کے واسطے ہے ترقی بہ قدر حال
اسفل کو فکر منصبِ اعلیٰ نہ چاہیئے